بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر معاویہؓ

ابتدائی حالات

وجاہت

سرخ وسپید رنگ، سروقد، لحیم وشحیم،، وضع قطع تمکنت ووقار کی امتیازی خوبصورتی، کتابی چہرہ، بڑی اور موٹی آنکھیں، چتون شیر کی مانند، گھنی داڑھی، مہندی اور وسمہ کے خضاب سے رنگی ہوئی، وجیہ صورت، جاذب نظر، پرکشش بانکپن، کئی آدمیوں کے حلقے میں ممتاز نظر آتے، قدرتی رعب اور سطوت کے باعث ہر شخص کی توجہ کا مرکز قرار پاتے... لیکن مزاج میں تقویٰ، عاجزی وفروتنی، نہایت درجہ حلم وبردباری، فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا بہترین امتزاج، لباس میں سادگی بلکہ اکثر دفعہ بیسیوں پیوند صرف قمیص پر لگے ہوتے۔ امام اوزاعیؒ کے استاذ کا کہنا ہے کہ:

''میں نے معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں سوار دیکھا۔ آپؓ کے پیچھے آپؓ کا غلام تھا آپؓ کی قمیص کا گریبان چاک ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپؓ بازار میں پھر رہے تھے (حالانکہ آپؓ وہاں کے حکمران تھے)۔ ﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۴﴾

حضرت مسلمؓ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔ ﴿مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۵۵﴾

ولادت

حضرت امیر معاویہؓ مکہ کے نامور سردار سیدنا ابوسفیانؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ بعثت نبویﷺ سے پانچ سال قبل ۶۰۸ء میں آپؓ کی ولادت ہوئی ﴿ابن حجر الاصابہ ج ۳ ص ۴۳۱﴾۔ بچپن ہی سے آپؓ میں اولوالعزمی اور بڑائی کے آثار نمایاں تھے چنانچہ آپؓ تو عمر تھے۔ آپؓ کے والد ابوسفیانؓ نے آپؓ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے:

''میرا بیٹا بڑے سروالا ہے اور اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے''۔ آپؓ کی والدہ حضرت ہندؓ نے یہ سنا تو کہنے لگیں: ''فقط اپنی قوم کا؟ میں اس کو روؤں اگر یہ پورے عرب کی قیادت نہ کرے''۔

عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپؓ کو اچانک دیکھا تو فوراً بولا: ''میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا''۔

کنیت:

آپؓ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔

تربیت:

ماں باپ نے آپؓ کی تربیت میں اس وقت کے عرب دستور کے مطابق کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مختلف علوم وفنون سے آپؓ کو آراستہ کیا اور اس دور

میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور سارے عرب میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، آپ ؓ کا شمار اُن چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم وفن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبل از اسلام آپ ؓ کی حالت کے بارے میں علامہ ابن کثیر ؒ لکھتے ہیں:

وکان رئیسا مطا عا ذامال جز مل

" آپ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا"۔ ﴿ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۸ مطبوعہ مصر﴾

قبول اسلام:

مشہور مورخ محمد بن سعد طبقات ابن سعد میں رقم طراز ہیں کہ: حضرت معاویہ ؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں عمرۃ القضاء سے پہلے ہی اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری والدہ اس کے خلاف تھیں۔ تاہم ظاہری طور پر فتح مکہ کے موقع پر آپ ؓ نے اپنے والد کے ہمراہ اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق اور صلح حدیبیہ میں آپ ؓ کفار کی جانب سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے، حالانکہ آپ ؓ اس وقت جوان تھے۔ آپ ؓ کے والد سالار کے طور پر شریک ہورہے تھے اور آپ ؓ کے ہم عمر سینکڑوں جوان بڑھ کر اسلام کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے اسلام کی روشنی آپ ؓ کے دل میں اتر چکی تھی۔ بالآخر کئی سال پہلے پیدا ہونے والی روشنی صبح فتح مکہ میں فروزاں ہوگئی اور ان کرنوں سے عرب کیا عجم کے ہزاروں خطے جگمگا اٹھے۔

حضور ﷺ سے تعلق اور کتابتِ وحی:

آپ ؓ کی علمی پختگی اور شگفتگی حق کے ہی باعث دربار رسالت ﷺ میں آپ ؓ کو خاص مقام حاصل تھا۔ اسلام لانے کے بعد آپ ؓ مستقل حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپ ؓ کو صحابہ کرام ؓ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کرلیا گیا جسے نبی ﷺ نے کتابت وحی کیلئے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ جو وحی آپ ﷺ پر نازل ہوتی تھی اسے قلمبند کرلیتے تھے اور خطوط و مراسلہ جات کی نگرانی اور ترسیل کا کام بھی آپ ؓ کے ذمہ تھا۔ اس طرح گویا تاریخ اسلام میں صرف ایک حضرت معاویہ ؓ کی ذات ایسی ہے جسے کاتب وحی ہونے میں اور دنیا کے سب سے بڑے رسول ﷺ کی خدمت میں سیکرٹری کے طور پر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہی دو باتیں حضرت معاویہ ؓ کی امانت و دیانت اور عدالت کیلئے ان کے خلاف تمام الزامات پر بھاری ہیں۔ علامہ ابن حزم کے مطابق: " کاتبین وحی میں سب سے زیادہ حضرت زید ؓ بن ثابت آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہ ؓ کا تھا۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہیں کرتے"۔ ﴿ابن حزم جوامع السیرۃ ص ۲۷ بحوالہ حضرت معاویہ ؓ اور تاریخی حقائق ص ۲۳۰ از مفتی تقی عثمانی﴾

کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی صداقت کیلئے یہی ایک چیز کافی ہے: فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ یعنی " قرآنی صفحات بہت معزز اور بلند درجے والے پاکیزہ ہیں چمکتے ہوئے ہاتھوں والے ہیں اور بہت زیادہ عزت والے لوگ ہیں"۔

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں واضح ہوا کہ کاتب وحی کے طور پر آپ ؓ کا درجہ کس قدر بلند تھا۔ قرآن کی زبان میں آپ ؓ کو بہت ہی عزت والا کہا گیا ہے۔ ایک مسلمان کیلئے اس سے بڑی سند نہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ بعد از قبول اسلام

عہدِ رسالت ...غزوات میں شرکت:

قبول اسلام کے بعد حضرت معاویہؓ نے حضورﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں بالخصوص حنین، طائف، یمامہ اور چھوٹی چھوٹی کئی گشتی اور جنگی مہموں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً طائف میں اپنے والد حضرت ابوسفیانؓ کے ہمراہ تبلیغ و جہاد کیلئے اہم خدمات سرانجام دیں اور آپؓ کے والد نے وہاں کے رئیس الاعظم ابن الاسود کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ جس سے خوش ہو کر آپﷺ نے ان کو اور ان کے والد کو کثیر مال غنیمت مرحمت فرمایا۔

مواخات:

فتح مکہ کے بعد الفت و مواخات منقطع ہو چکی تھی کیونکہ حضرت معاویہؓ فتح مکہ سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لئے حضورﷺ نے ان کی مواخات حضرت حتات مجاشعیؓ سے کروائی۔

کتابتِ وحی:

مفتی حرمین شیخ عبداللہ طبری لکھتے ہیں کہ حضورﷺ کے ۱۳ کاتب تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔ ﴿خلاصۃ السیر بحوالہ حضرت معاویہؓ ص ۱۳﴾

ایک شیعہ مورخ الفخری یہاں تک لکھتا ہے کہ: ''معاویہ ان کاتبان وحی میں سے تھے جو رسول اللہ کے پاس بیٹھ کر لکھتے تھے''۔ مصری فاضل حسن ابراہیم کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

''عجیب بات ہے کہ اگرچہ امیر معاویہؓ دیر میں مسلمان ہوئے تاہم متبعین رسولﷺ میں ہیں۔ آپؓ ایمان و اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ دعوت سے وابستگی اور اس کی طرف سے مدافعت میں بہت سوں سے آگے تھے۔ رسولﷺ کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔ آپؐ نے انہیں بلا کر کتابت وحی کی خدمت سپرد فرمائی جسے آپؓ انتہائی خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے''۔

خدمتِ نبویﷺ:

جب تک آپﷺ بقید حیات رہے حضرت امیر معاویہؓ نبیﷺ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ سفر و حضر میں بھی خدمت کا موقع تلاش کرتے رہے۔ چنانچہ ایک بار رسولﷺ کہیں چلے تو آپؓ بھی پیچھے پیچھے ہو گئے۔ راستے میں آپﷺ کو وضو کی حاجت ہوئی، پیچھے مڑے تو دیکھا معاویہؓ لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ آپﷺ بہت متاثر ہوئے، چنانچہ وضو کیلئے بیٹھے تو فرمانے لگے: ''معاویہ تم حکمران بنو تو نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں سے درگزر کرنا''۔

حضرت امیر معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہو گئی تھی کہ نبیﷺ کی پیشگوئی صادق آئیگی اور میں کبھی نہ کبھی ضرور خلیفہ ہو کر رہوں گا۔ حضورﷺ آپؓ کی خدمت اور بے لوث محبت سے اتنا خوش تھے کہ بعض اہم خدمات آپؓ کی سپرد فرما دی تھیں۔ علامہ اکبر نجیب آبادی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں:

''حضورﷺ نے اپنے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارت اور ان کے قیام وطعام کا انتظام واہتمام حضرت معاویہؓ کے سپرد کردیا تھا''۔﴿تاریخ اسلام ج ۲ ص ۷﴾

سفارتِ نبوی ﷺ:

مکہ سے آنے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ مستقل طور پر خدمت نبوی میں رہنے لگے تھے۔انہوں نے تبلیغ دین اور کتابت وحی کیلئے اپنے آپ کو وقف کردیا تھا۔علامہ زرکلی کے مطابق حضورﷺ نے آپؓ کو حضر موت کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اسلام سے روشناس کرائیں۔﴿الاعلام الاسلام﴾

عہدِ خلفاء راشدینؓ

عہدِ صدیقی:

آنحضرتﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد ابو سفیانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔عہد صدیقی میں موصوف کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہؓ روایت حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عثمانؓ اور اپنی بہن ام حبیبہؓ سے حدیثیں روایت کیں۔﴿محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ج ۲ ص ۱۷۴، فتوح البلدان ص ۴۸﴾۔آپؓ کی مرویات کی تعداد ابن حجر مکیؒ کے مطابق ۱۶۳ ہیں۔

حضرت معاویہؓ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں:

عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین کی شورش نے خطرناک صورت اختیار کرلی تو اس کے خلاف پہلی تلوار حضرت معاویہؓ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؓ کی اٹھی۔ان کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ رزمگاہ میں اترے تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی قیادت میں بے مثال جوہر دکھائے۔

عرب نقاد رضوی لکھتا ہے:''حضرت امیر معاویہؓ کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپؓ اسلامی روایت کے مطابق مرتدین کے قتل وقتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے...''۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت معاویہؓ کے وار سے قتل ہوا۔

جہادِ شام میں حصہ:

حضرت امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے شام کے لشکر کا امیر بنایا تو حضرت امیر معاویہؓ کو اس لشکر کے ہراول دستے کا علمبردار مقرر کیا﴿فتوح البلدان ص ۱۲۳﴾۔فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ اپنے بھائی کے دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔

الغرض حضرت امیر معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ایک ہیں جنہیں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کیلئے چنا۔ملاحظہ ہو کہ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوالعاص

ؓ سے بھی پہلے دس ہزار کی سپاہ کی معیت میں روانہ کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔ علامہ بلاذریؒ رقمطراز ہیں کہ:

وکان لمعاویة فی ذالک ملا حسن و اثر جمیل

''معاویہؓ نے کارہائے نمایاں پیش کئے اور وہاں بہترین اثر چھوڑا''۔

بلاذریؒ ہی کے مطابق شامی معرکے کے بعد فتح مرج اور صفر کے معرکے میں آپؓ نے خدمت جہاد سرانجام دی۔ آپؓ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؓ، اسی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپؓ کے قبضے میں آئی۔

عہدِ فاروقی:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔ اس لئے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپؓ کو ملا۔ فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعہ جیدا عرقہ، جبیلی، اور بیروت کی تسخیر کیلئے پیش قدمی کی۔ عرقہ کے قلعے کو فتح کرنے کیلئے حضرت امیر معاویہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال دی اور ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمرؓ کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خوش ہو کر آپؓ کو اُردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے، آپؓ نے دوبارہ چھین لئے اور وہاں اسلامی شان وشوکت کا پھریرا لہرایا۔

☆ ''چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں پرتگال سے لیکر چین تک پھیلی ہوئی وسیع وعریض حکومت جو ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل کے رقبہ کو محیط تھی، قریبا بیس سال تک صرف حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں قائم ہوئی''۔

حضرت امیر معاویہؓ کا عہد خلافت اور اجماع امت

ربیع الاول ۴۱ھ، نہر ''دجیل'' کے کنارے واقع موضع ''مسکن'' میں سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ صلح کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو:

لڑائی کے بعد سیدنا امیر معاویہؓ کو ایک سال کو عرصہ گزرا ہوگا کہ حضرت علیؓ اپنے ایک باغی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو کر فردوس بریں میں پہنچ گئے۔ تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ:

''حضرت علیؓ کا وقت رحلت قریب تھا تو آپؓ نے حضرت حسنؓ کو وصیت کی: بیٹا معاویہؓ کی امارت قبول کرنے سے انکار نہ کرنا... ورنہ باہم کشت وخونریزی دیکھو گے''۔ ﴿تاریخ ابن کثیر ج ۸ ص ۱۳، ازالۃ الخلفاء ۲۸۳، ابن الحدید شیعی ج ۲ ص ۸۳۶﴾

چنانچہ حضرت حسنؓ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔ جب شیعان علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے لڑنے کیلئے زور دیا تو آپؓ نے ان سے فرمایا:

''میرے والد مجھ سے فرما چکے ہیں، معاویہؓ ایک دن خلیفہ ہو کر رہیں گے۔ خواہ ہم کتنی ہی بڑی فوج لیکر ان کے مقابلے میں نکلیں پر یہ غالب رہیں گے کیونکہ منشاء خداوندی کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ ﴿حضرت معاویہ شخصیت و کردار از حکیم محمود ظفر﴾

امیر المومنین حضرت حسنؓ کی یہ بات سبائیوں کو پسند نہ آئی۔ وہ آپؓ کے دشمن ہو گئے اور کھلم کھلا آپؓ کو کافر اور مذلل المومنین کہنے لگے یہاں

تک کہ مدائن میں آپؓ پر حملہ کیا، خیمہ لوٹا اور آپؓ کو نیزہ مارا۔ ملا باقر مجلسی کی زبانی یہ کہانی ملاحظہ ہو:

''جب امام حسن کو نیزہ مارا گیا تو آپ زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور ایک شخص زید بن وہب جہنی سے فرما رہے تھے کہ:

واللہ معاویۃ خیر لی من ھولاء یزعمون انھم لی شیعۃ ابتغوا قتلی وانتھوا ثقلی واخذو مالی

بخدا میں معاویہ کو اپنے لئے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ میرا خیمہ لوٹا میرے مال پر قبضہ کیا''۔

بالآخر حضرت حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ اور بڑے بہنوئی ابن جعفرؓ کو مشورے کیلئے طلب کیا۔ ادھر حضرت امیر معاویہؓ بھی اپنے دل میں آرزوئے صلح لئے بے چین و بے قرار تھے۔ آپؓ نے حضرت حسنؓ سے پہلے صلح کی تحریک پیش کردی اور ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر ثبت کر کے حضرت حسنؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ آپ جتنی شرطیں چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ حضرت حسنؓ نے اپنی شرطیں لکھیں جسے حضرت معاویہؓ نے بلا کسی ترمیم منظور کرلیا۔ ﴿اضباط الطوال ص ۲۳۰﴾

صلح کے بعد حضرت حسنؓ نے خطبہ دیا:

''مسلمانو! میں نے معاویہ سے صلح کرلی اور ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرلیا اگر امارت وخلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا، اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا''۔ ﴿تاریخ اسلام از نجیب اکبرآبادی ج ۹ ص ۵۵۴﴾

اس تقریر کے بعد حضرت حسنؓ اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضورﷺ کی پیشگوئی کہ میرا بیٹا سید ہے، خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا، اب جا کر پوری ہوئی۔ ﴿حضرت معاویہؓ ابن سفیانؓ، ص ۴۲﴾

علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کی بیعت کے بعد حضرت امیر معاویہؓ باقاعدہ طور پر پوری مملکت اسلامیہ کے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین مقرر ہوگئے اور اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا، کیونکہ ملت اسلامیہ نے ۵،۶ سال کے تفرق واختلاف کے بعد اس سال ایک خلیفہ پر اجماع کیا تھا۔ ﴿اضباط الطوال ص ۲۳۰﴾

خلیفہ کا پہلا کام:

مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپؓ نے علماء واشراف کی مدد سے ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ پہلی مجلس میں بغاوتوں پر تبادلہ خیال ہوا اور یہ طے پایا کہ سب سے پہلا قدم خارجیوں کے خلاف اٹھایا جائے گا کیونکہ وہ کھلم کھلا آمادہ بغاوت تھے (خارجیوں میں فردہ بن نوفل... مستورد بن علقمہ کا نام قابل ذکر ہے)۔ حضرت مغیرہ بن شیبہؓ اور اپنے بھائی زیاد بن ابی سفیانؓ کی مدد سے آپؓ نے ایک سال کے اندر اندر خارجیوں کا صفایا کردیا۔ ان کے بڑے بڑے سردار عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ خارجیوں سے لڑائی کے دوران سیدنا معاویہؓ نے قاتلین عثمانؓ کو بھی چن چن کر قتل کیا۔ ۴۱ء کے آخر میں بلخ، ہراتا اور بادغین کی بغاوتیں بھی کچلی گئیں۔ ۴۲ھ میں جب کابل میں بغاوت اٹھی تو حضرت عبداللہ بن عامر اموی ؓ کو روانہ کیا گیا جنہوں نے دشمن کا قلع قمع کردیا۔

☆ ''۴۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی تاریخ کا ناقابل فراموش معرکہ سر کیا جس کے تحت انہوں نے شمالی افریقہ کے جنگلات کاٹ کر ۴۰

ہزار فوجی ماہرین کو بحری جہاز بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے چند ماہ کے عرصے میں ایک ہزار سات سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک دیو ہیکل بحری بیڑہ تیار کیا۔ آتشکدہ کفر سرد ہوا اور رومیوں کی سطوت خاک میں مل گئی''۔

☆ ''اسلامی تاریخ میں حضرت امیر معاویہؓ واحد مدبر، منتظم اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد عرب وعجم اور یورپ و افریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع میل کی فتوحات کو ترقی زار بنادیا۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کابل، قندھار، روہوڈی، صقلیہ، شمالی افریقہ، درہ خیبر، بولان قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آکر دستک دی''۔

مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں خلافت راشدہ کی دلنواز نظر افروز تصویر کا ایک چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا تاہم حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ ﴿تاریخ ملت ج ۳ ص ۵۰﴾

سیدنا امیر معاویہؓ آنحضرت ﷺ کی زبان میں

فضائل ومناقب:

حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ ﷺ بھی ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بیشتر احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپؓ کے مقام علو کا ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

☆ **قال النبی ﷺ اللهم اجعله هاديا مهديا و اهد به**

''اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے''۔ ﴿حضرت معاویہؓ بن سفیانؓ﴾

☆ **اللهم علم المعاوية الكتاب و الحساب وقه العذاب**

''اے اللہ معاویہ کو حساب کتاب سکھا اور اسے عذاب سے بچا''۔ ﴿جامع ترمذی﴾

☆ **اللهم علمه الكتاب ومكن له في البلد اروته العذاب**

''اے اللہ معاویہ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا''۔ ﴿کنزالعمال﴾

☆ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کسی کام کے مشورے کیلئے طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ادعوا معاوية احضروه امركم فانه قوی امين. ''معاویہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں، (غلط مشورہ نہ دیں گے)''۔ ﴿کنزالعمال﴾

☆ **لا تذكرو معاوية الا بخير**

''معاویہ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو''۔ ﴿تطہیر الجنان﴾

☆ **يبعث الله تعالیٰ معاوية يوم القيامة وعليه دو من نور الايمان**

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اٹھائیں گے تو ان پر نور ایمان کی چادر ہوگی''۔ ﴿تاریخ اسلام از حافظ ذھبی﴾

☆ **قال النبی ﷺ ان المعاوية لا يضارع امد رضوعه**

"آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی معاویہ سے لڑے گا زیر ہوگا"۔ ﴿ابن حجر الاصابہ﴾

☆ صاحب سری معاویة بن ابی سفیان فمن لحه فقد نجاة و من ابغضه فقد هلک

"معاویہ میرا راز دارن ہے جس نے اس کے ساتھ محبت کی نجات پا گیا جس نے بغض رکھا ہلاک ہو گیا"۔

☆ احلم من امتی معاویة

"میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ بردبار ہیں"۔

☆ اللهم اصلاه علما

"اے اللہ معاویہ کو علم سے بھردے"۔

☆ یا معاویة ان ولیت الامر فاتق الله

"اے معاویہ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا"۔

☆ اول جیش من امتی یغزو البحر نقدوا وجیوا

"میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا اس پر جنت واجب ہے"۔

ابن اثیرؒ اور تمام تاریخوں کے مطابق حضرت معاویہؓ واحد شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی کا آغاز کیا۔

اوصاف وکمالات

سیدنا امیر معاویہؓ مکارم اخلاق کے پیکر تھے اور کیوں نہ ہوتے جبکہ زبان رسالت نے ان کو مہدی کے لقب سے یاد فرمایا تھا۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ لوگ اگر امیر معاویہؓ کے اخلاق وافعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے "کہ مہدی یہی ہیں، ہادی یہی ہیں"۔ آپؓ کے محاسن واخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے عرب نقاد ذکریا نصولی لکھتا ہے کہ: "معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کے معتمد، بڑے ثقہ ذکی اور عمدہ اخلاق والے صحابی تھے۔ اسی رتبہ عظیم کی بناء پر وہ اسلام کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ یہ بے غبار حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں آپؓ درخشاں شخصیت کے مالک تھے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حکومتوں کی ترتیب کی، امتوں کی قیادت اور ملک کی نگہبانی کی۔ ان تمام باتوں کے باوجود مورخین عرب نے ان کو ان کا صحیح مقام نہیں دیا جس کے وہ مستحق تھے۔ بالخصوص شیعہ مورخین نے اور یہ بات بر بنائے تعصب ہوئی"۔ ﴿امیر معاویہؓ ص ۶۴ از نصولی﴾

زہد وتقویٰ:

صاحب اعلام الاسلام لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت امیر معاویہؓ کی ایمانداری اور انکے زہد وتقوی سے واقف تھے۔ اس لئے ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اور کیوں نہ کرتے جبکہ حضرت معاویہؓ کا ظاہر و باطن دونوں یکساں تھے۔ جیسا کہ حضرت قصیبہ بن جابرؒ فرماتے ہیں کہ میں معاویہ کے ساتھ رہا ہوں، ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا ہوں، ان سے بہتر محبوب رفیق کسی کو نہیں پایا اور نہ ظاہر و باطن میں یکساں کسی کو دیکھا ﴿موطا امام مالک ص ۱۸۱﴾۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی تالیف کتاب الزہد میں حضرت معاویہؓ کی زاہدانہ زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ جامع مسجد دمشق میں خطبہ دے رہے رہتے، اس وقت دیکھا گیا تو ان کے جسم مبارک پر جو کرتہ تھا وہ بوسیدہ اور

پہنا ہوا تھا﴿ طبری ج ۲ ص ۱۵۹، تاریخ الخلفاء ص ۴۸ ﴾۔ یہ ان معاویہؓ کے لباس کا حال ہے جنہیں کہا جاتا ہے کہ وہ ریشم اور حریر استعمال کرتے تھے۔

حضرت امام ترمذیؒ ابواب الزہد کے ذیل میں ایک طویل روایت لائے ہیں جس سے حضرت معاویہؓ کے زہد و تقویٰ اور خشیت و عبادت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔﴿ کتاب الزہد ص ۱۷۲ ﴾

عبادت و ریاضت:

حضرت معاویہؓ کی عبادت و بندگی کا حال پوچھنا ہو تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھو وہ فرماتے ہیں کہ: ''معاویہ کی برائی نہ کرو، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں'' ﴿ ترمذی، ابواب الزہد ﴾۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے کسی شخص کی نماز حضورﷺ کے مشابہ نہیں دیکھی، سوائے معاویہ ابن سفیان کے'' ﴿ قاموس الاصفام ج ۲ ص ۱۴۲ ﴾۔ ﴿ المنتقی ص ۳۸۹، تطہیر الجنان ص ۴۲ ﴾

حضرت معاویہؓ فرائض کے علاوہ نوافل اور سنتیں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ صاحب مروج الذہب لکھتے ہیں کہ معاویہؓ مغرب کی اذان سننے کے بعد مسجد میں آ جاتے اور نماز پڑھانے کے بعد چار رکعات نماز الگ سے پڑھتے اور وہ بھی اس اہتمام سے کہ ہر رکعات میں پچاس پچاس آیات تلاوت فرماتے۔﴿ منہاج السنہ ج ۳ ص ۱۸۵ ﴾

علامہ حسن ابراہیم اسمٰعیل لکھتے ہیں کہ معاویہؓ اپنے دن کو اللہ کے کاموں کیلئے تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ فجر کی نماز پڑھ چکتے تو اندر جا کر اپنا مصحف (قرآن پاک) لاتے اور اس کے اجزاء کی تلاوت فرماتے، پھر گھر والوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کے طریقے بتاتے۔﴿ مروج الذہب ج ۴ ص ۴۲۳ ﴾

حضرت امیر معاویہؓ نفل نمازوں کی طرح نفل روزوں کی بھی بہت پابندی کرتے تھے۔ ایک بار فرمایا: ''اے لوگو! آج عاشورہ کا دن ہے اور یہ روزہ فرض نہیں ہے۔ میں نے روزہ رکھا ہے تمہارا جی چاہے تو تم بھی روزہ رکھو۔﴿ الاعلام الاسلام ص ۲۷۷ ﴾

خشیتِ الٰہی اور خوفِ آخرت:

سیدنا معاویہؓ خدا کے خوف اور آخرت کے ڈر سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ بسا اوقات روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔ اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حشر و نشر اور روز آخرت کی باز پرس پر ایک عبرت ناک حدیث سنائی۔ جس کا اثر حضرت معاویہؓ کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ زار و قطار رونے لگے۔ ہچکیاں بندھ گئیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یہاں تک کہ سامعین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب سکون ہوا تو حضرت امیر نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

''جو شخص دنیا اور اس کے ساز و سامان کو چاہتا ہے تو ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیتے ہیں اور اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن آخرت میں ان کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا۔ اور انہوں نے جو کیا وہ برباد ہو جاتا ہے۔ اور جو کام کئے تھے وہ بیکار ہو جاتے ہیں''۔﴿ ترمذی، ابواب الزہد ﴾

یہ ان معاویہؓ کی رقت قلب خشیت الٰہی اور خوف آخرت کی ایک مثال ہے جنہیں عام طور پر دنیا طلب اور مواخذہ آخرت سے بے نیاز کہا جاتا ہے۔

ایک بار آپؓ نے شرفاء حکومت سے کہا اگر تم غریبوں بحتاجوں، ضرورتمندوں کی فریادوں سے ہمیں مطلع نہیں کرو گے تو یاد رکھو حشر کے دن مجھے رعایا کیلئے جواب دہ ہونا پڑے گا، اس دن تم میری سزا میں برابر کے شریک ہو گے ﴿مروج الذہب﴾۔ایک بار فرمایا کہ جس دل میں خوف خدا نہیں اس کا کوئی متعین مددگار نہیں ﴿طبری ج۷ ص۲۰۲﴾۔حضرت معاویہؓ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت غیر ہو جایا کرتی تھی۔﴿ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۲۶﴾

قرآن سے شغف:

روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو قرآن پاک سے گہرا لگاؤ تھا اور کیوں نہ ہوتا جب کہ عہد رسالت میں آپؓ کا زیادہ تر وقت قرآن حکیم کی کتابت میں صرف ہوا کرتا تھا۔اور نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:''خدایا! معاویہ کو قرآن کا علم عطا فرما'' ﴿البدایہ ج۸ ص۱۲۰﴾۔یہ دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت معاویہؓ سے قرآن پاک کی کتابت کیلئے جبرائیل امین تشریف لائے اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ معاویہ کی خدمات حاصل کریں کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں ﴿تطہیر الجنان (۲ کے سوا سب راوی ثقہ ہیں)﴾۔علامہ مسعودی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کاروبار خلافت کے باوجود بلاناغہ تلاوت فرماتے رہے۔﴿مروج الذہب ص۴۲۳﴾

عمل بالحدیث اور اتباع سنت:

حضرت معاویہؓ عامل بالحدیث اور پابند سنت تھے اور لوگوں کو بھی یہی تعلیم دلواتے تھے۔چنانچہ ایک صحابی عبدالرحمٰن بن سہیلؓ کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیں اور جب میرے پاس آئیں تو وہ حدیث مجھے بھی سنائیں۔﴿البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۴۴﴾

اسی طرح ایک بار حضرت مغیرہؓ بن شیبہ کو لکھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی زبان سے جو کچھ سنا ہے اس سے مجھے مطلع فرمائیں تو انہوں نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ نے فضول خرچی اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔یہ شغف تھا حضرت امیر معاویہؓ کا حدیث کے ساتھ کہ آپؓ دوسروں سے حدیثیں پوچھتے پھر اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کی تعلیم دیتے۔ایک بار بعض رؤسا کو دیکھا کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھے ہیں تو فرمایا کہ حضور ﷺ نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔﴿بخاری شریف﴾

حلم وبردباری:

ہمیں آپؓ کے اعمال وافعال میں حلم وکرم اور بردباری کے اوصاف نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں: معاویۃ حلم امتی ''میری امت میں معاویہ بڑی حلیم وکریم ہیں''۔ایک موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ:''معاویہ کی عیب جوئی سے مجھے باز رکھو وہ ایسا حلیم وبردبار شخص ہے کہ غصے کے عالم میں ہنستا رہتا ہے''۔﴿ازالۃ الخفاء ج۲ ص۷۵، اعلام الاسلام ص۲۶۹﴾

خود معاویہؓ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک غصہ پی جانے سے کوئی چیز لذیذ نہیں۔یہ بھی فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ کا میرے وصف حلم سے بڑھ جائے۔اور یہ قول بھی آپؓ ہی کا ہے کہ:''جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا۔اگر میرے اور دوسرے کے درمیان بال برابر بھی تعلق قائم ہو تو میں اس سے منقطع نہیں کرتا۔پوچھا گیا کیسے؟ تو فرمایا: جب وہ اسے کھینچتا ہے تو میں اسے ڈھیل دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتا ہے تو میں کھینچ لیتا ہوں''۔﴿سیرۃ الصحابہ ج۶ ص۱۱۸﴾

کے نہایت سختی سے قائل تھے''۔

فہم وتدبر:

حضرت معاویہ ؓ گونا گوں صفات کے حامل تھے۔ اعلیٰ درجہ کے سیاستدان اور بہترین مدبر۔ آپ ؓ کی ذہانت وفراست کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم لوگ معاویہ کو اپنے مشوروں میں شریک کرلیا کرو۔ اپنے معاملوں میں ان کو گواہ بنالیا کرو وہ قوی امین مضبوط امانتدار ہیں اس کے بعد خود ایک معاملہ پر ان سے مشورہ لیا اور ان کی ذہانت کی تعریف کی (**ذکر ابن حجر وقال رجالہ ثقات مع اختلان فی البعض**)۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۲۲۸﴾

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے کہ: ''معاویہ ایک دانشمند تھا، جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔ حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے۔ جنکی حکومت سے لوگ مانوس ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنی خوش کلامی اور حسن تدبر سے عوام کا دل موہ لیا تھا''۔ ﴿عمر فاروق اعظم ص ۳۵۷﴾

حضرت معاویہ ؓ نے صرف عوام کا دل ہی موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبر سے خلافت راشدہ کے اصولوں کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ مورخ تاریخ ملت فرماتے ہیں: ''خلافت راشدہ کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا، تاہم امیر معاویہ ؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصولی تصویر جو باقی رکھنے کی کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے''۔ ﴿تاریخ ملت ج ۳ ص ۵۰﴾

حضرت معاویہ ؓ نے قیصر روم کی شوکت کو اکھاڑ دیا۔ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی بحری لڑائی کر کے آنحضرت ﷺ کی درج ذیل پیشگوئی کا مصداق بنے:

☆ **اول جیش یغزوا البحر فقد اوجبو الجنۃ** ﴿**الصحیح بخاری**﴾

''میری امت کا وہ پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کریگا اس پر جنت واجب ہے''۔

سیدنا امیر معاویہ ؓ اور اہل بیت ؓ

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ حضرت معاویہ ؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ ظاہر ہے کہ بہن اپنے بھائی کو کتنا محبوب رکھتی ہے۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ: ''ایک دفعہ ام حبیبہؓ اپنے بھائی معاویہ ؓ کا سر سہلا رہی تھیں کہ حضور ﷺ آ گئے اور انھیں دیکھ کر فرمایا: ام حبیبہ، کیا تم معاویہ کو محبوب رکھتی ہو؟ آپ ؓ بولیں کیوں نہیں! بھلا کوئی بہن ایسی ہوگی جو اپنے بھائی کو محبوب نہ رکھتی ہو؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: **فان اللہ و رسولہ یحبانہ.** اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہ کو محبوب رکھتے ہیں''۔ ﴿تطہیر الجنان﴾

حضرت علی المرتضیٰ ؓ:

جنگ صفین کے بعد حضرت امیر معاویہ ؓ کو بہت سے لوگ برا بھلا کہنے لگے تو حضرت علی ؓ نے کہا کہ: ''انہیں برا مت کہو، وہ تمہارے درمیان سے جب اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا ہو جائیں گے''۔ ﴿تاریخ الخلفاء ص ۲۱۸ بحوالہ ابن عساکر﴾۔ ایک اور موقع پر فرمایا: ''معاویہ میرے بھائی ہیں، کافر یا فاسق نہیں''۔ ﴿مکتوبات ج ۲ ص ۵۴﴾۔ ''اور تم لوگ انھیں برا کہنے کے بجائے ان کیلئے دعا کیا کرو، ہمیں ان کی

برائی پسند نہیں"۔ ﴿امیر معاویہؓ پر ایک نظر ص ۵﴾

حضرت علیؓ امیر معاویہؓ کی طرح ان کی لشکر کی بھی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپؓ نے اپنے لشکریوں کے سامنے یہ تقریر کی: "بخدا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب تم پر غالب آجائیں گے یہ اپنے امام (معاویہؓ) کے فرمانبردار ہیں اور تم اپنے امام کے نافرمان۔تم خیانت کرتے ہو وہ امانتدار ہیں۔تم زمین پر فساد کرتے ہو اور وہ اس کی اصلاح کرتے ہیں"۔ ﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰﴾

حضرت حسنؓ:

آپؓ نے دست برداری خلافت سے چند روز قبل فرمایا تھا: "...خدا کی قسم! میں معاویہ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں" ﴿البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۰﴾۔علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا: "جو معاویہ ؓ کو برا کہتا ہے، اس پر خدا کی لعنت"۔ ﴿الاستیعاب﴾

حضرت حسینؓ:

حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ نے بھی معاویہؓ کی بیعت کر لی تو کوفیوں نے آپؓ کو ورغلایا کہ معاویہؓ کی بیعت توڑ دیں لیکن آپؓ نے صاف انکار کر دیا۔فرمایا کہ: "میں نے بیعت کر لی ہے اور عہد کر لیا ہے، اب بیعت کو توڑنا میرے لئے ممکن نہیں"۔ایک بار آپؓ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے، وہ جامع مسجد دمشق میں خطبہ دے رہے تھے۔آپؓ نے فرمایا: "اے آل محمدﷺ کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ بھتیجے آل محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور معاویہؓ کو گالیاں نہیں دیتے"۔

حضرت عقیلؓ بن ابو طالب:

آپؓ حضرت علیؓ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔شیعی مورخ صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں: "عقیل اپنے بھائی علی سے اُن کے عہد خلافت میں الگ ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا تھا"۔بعض معاندین کہتے ہیں کہ عقیل مال و دولت کی لالچ میں امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے تھے۔گویا ان کے نزدیک حضورﷺ کا چچیرا اور علیؓ کا حقیقی بھائی جو مہاجر بھی تھا اور مجاہد بھی، دنیا دار اور لالچی ہو گیا تھا۔(واللہ اعلم)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ:

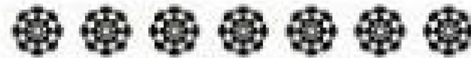
یہ صفین میں حضرت معاویہؓ کے خلاف دس ہزار لشکر کے افسر اعلیٰ تھے۔لیکن حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد یہ حضرت معاویہؓ کے بہت بڑے مدح و ثناء خواں ہو گئے۔"ایک بار حضرت معاویہؓ پر کسی نے نکتہ چینی کی، یہ بے ساختہ بول اٹھے: کچھ نہ کہو وہ رسول اللہﷺ کے صحابی ہیں، فقیہ اور مجتہد ہیں"۔ ﴿صحیح بخاری﴾

ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا: "معاویہ کا حکم ان کے غضب اور فیاضی انکے بخل پر غالب ہے، وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔قطع نہیں کرتے، لوگوں کو ملاتے ہیں، جدا نہیں کرتے۔میرے ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے"۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ:

آپؓ بڑی بزرگی والے اور اہل بیتؓ کے چشم و چراغ تھے۔ آغوش رسالت کے پروردہ جعفر طیارؓ کے لخت جگر تھے۔ فاطمۃ الزہراؓ کے داماد اور حضرت حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کی طرح یہ بھی صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف دس ہزار فوج کی قیادت کر رہے تھے لیکن صلح و مصالحت کے بعد ان کے تعلقات بھی امیر معاویہؓ کے ساتھ نہایت خوشگوار اور دوستانہ تھے۔ ان کے تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام محمدؓ کا عقد یزید بن معاویہؓ کے ساتھ کر دیا اور اپنے بیٹے کا نام معاویہ رکھا تھا۔ ﴿جلا العیون ص ۱۸۶ کتب امامیہ﴾

☆ ''خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہ ہوئی، تاہم جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ نصف حصے پر صلح کی اور اس کے بعد جب حضرت حسنؓ نے پہلا حصہ بھی حضرت معاویہ کو دے کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔۔۔ تو حضرت معاویہؓ کا دور اجماع امت اور اتحادِ امت کی حقیقی روشنی میں جگمگا اٹھا۔۔۔ بے انتہا وسیع مملکت اور مسلمانوں کے تمام گروہوں میں اتفاق و ارتباط کا یہ امتیاز حضرت معاویہؓ کے حصے میں آیا''۔



+++ ختم شد +++